شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ　　　　(دوسری و آخری قسط)

علماءِ آخرت کی پہچان

چھٹی علامت:

چھٹی علامت علمائے آخرت کی یہ ہے کہ فتویٰ صادر کر دینے میں جلدی نہ کرے۔ مسئلہ بتانے میں بہت احتیاط کرے حتی الوسع اگر کوئی دوسرا اہل ہو تو اس کے حوالہ کر دے۔ ابوحفص نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عالم وہ ہے جو مسئلہ کے وقت اس سے خوف کرتا ہو کہ کل کو قیامت میں یہ جواب دہی کرنا پڑے گی کہ کہاں سے بتایا تھا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چار چیزوں سے بہت احتراز کرتے تھے۔ (۱) امامت کرنے سے (۲) وصی بننے سے (یعنی کسی کی وصیت میں مال وغیرہ تقسیم کرنے سے) (۳) امانت رکھنے سے (۴) فتویٰ دینے سے۔ اور ان کا خصوصی مشغلہ پانچ چیزیں تھیں (۱) قرآن پاک کی تلاوت (۲) مساجد کا آباد کرنا (۳) اللہ تعالیٰ کا ذکر (۴) اچھی باتوں کی نصیحت کرنا (۵) بری باتوں سے روکنا۔

ابن حصین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض آدمی ایسے جلدی فتویٰ صادر کرتے ہیں کہ وہ مسئلہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوتا تو سارے بدر والوں کو اکٹھا کر کے مشورہ کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اتنے جلیل القدر صحابی ہیں کہ دس برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، جب ان سے مسلہ دریافت کیا جاتا تو فرماتے کہ مولانا الحسن سے دریافت کرو۔ [۲۱] (یہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مشہور فقہاء اور مشہور صوفیہ میں ہیں اور تابعی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ باوجود صحابی ہونے کے ان تابعی کا نام بتاتے ہیں) اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جب مسئلہ دریافت کیا جاتا (حالانکہ وہ مشہور صحابی اور رئیس المفسرین ہیں) تو فرماتے کہ جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ (جو اہلِ فتویٰ تابعی ہیں) سے دریافت کرو۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو خود بڑے مشہور فقیہ صحابی ہیں حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) پر حوالہ فرما دیتے۔ [۲۲]

ساتویں علامت:

ساتویں علامت علمائے آخرت کی یہ کہ وہ باطنی علم یعنی سلوک کا اہتمام والا ہو کہ یہ علوم ظاہریہ میں بھی ترقی کا ذریعہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہے کہ: جو اپنے علم پر عمل کرے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کو ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جو اس نے نہیں پڑھیں۔ [۲۳] اے بنی اسرائیل تم یہ مت کہو کہ علوم آسمان پر ہیں، ان کو کون اتارے گا وہ زمین کی جڑوں میں ہے، ان کو اوپر کون لائے گا یا وہ سمندروں کے پار ہیں، کون ان پر گزرے تا کہ ان کو لائے۔ علوم تمہارے دلوں کے اندر ہیں۔ تم میرے سامنے روحانی ہستیوں کے آداب کے ساتھ رہو، صدیقین کے اخلاق اختیار کرو میں تمہارے دلوں میں سے علوم کو ظاہر کر دوں گا یہاں تک کہ وہ علوم تم کو گھیر لیں گے اور تم کو ڈھانک لیں گے۔ اور تجربہ بھی اس

کا شاہد ہے کہ اہل اللہ کو حق تعالیٰ شانہ وہ علوم اور معارف عطا فرماتا ہے کہ کتابوں میں تلاش سے بھی نہیں ملتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد جس کو حق تعالیٰ شانہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میرا بندہ کسی ایسی چیز کے ساتھ مجھ سے تقرب حاصل نہیں کر سکتا، جو مجھے زیادہ محبوب ہو، ان چیزوں میں سے جو میں نے اس پر فرض کیں (جیسا کہ نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ یعنی جتنا تقرب فرائض کے اچھی طرح اداء کرنے سے حاصل ہوتا ہے ایسا تقرب دوسری چیزوں سے نہیں ہوتا)، اور بندہ نوافل کے ساتھ بھی میرے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں۔

اور جب میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اس کو پورا کرتا ہوں اور وہ کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں۔[۲۴]

یعنی اس کا چلنا پھرنا دیکھنا، سننا سب کام میری رضا کے مطابق ہو جاتے ہیں اور بعض حدیثوں میں اس کے ساتھ یہ مضمون بھی آیا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے وہ مجھ سے اعلان جنگ کرتا ہے۔ اور چونکہ اولیاء اللہ کا غور وفکر سب ہی حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے اسی وجہ سے قرآن پاک کے دقیق علوم ان کے قلوب پر منکشف ہو جاتے ہیں اس کے اسرار ان پر واضح ہو جاتے ہیں بالخصوص ایسے لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر کے ساتھ ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔ اور ہر شخص کو اس میں سے حسب توفیق اتنا حصہ ملتا ہے جتنا کہ عمل میں اس کا اہتمام اور اس کی کوشش ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی طویل حدیث میں علمائے آخرت کا حال بیان فرمایا ہے جس کو ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''مفتاح دار السعادۃ'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''حلیۃ الأولیاء'' میں ذکر فرمایا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ قلوب بمنزلہ برتن کے ہیں اور بہترین قلوب وہ ہیں جو خیر کو زیادہ سے زیادہ محفوظ رکھنے والے ہیں۔ علم کا جمع کرنا مال کے جمع کرنے سے بہتر ہے کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تجھ کو حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ مال کا نفع اس کے زائل ہونے (خرچ کرنے) سے ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن علم کا نفع ہمیشہ ہمیشہ باقی رہتا ہے (علام کے انتقال سے بھی ختم نہیں ہوتا کہ اس کے ارشادات باقی رہتے ہیں)۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ میرے سینے میں علوم ہیں کاش اس کے لیے اہل ملتے۔ مگر میں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو دین کے اسباب کو دنیا طلبی میں خرچ کرتے ہیں۔ یا ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو لذتوں میں منہمک ہیں شہوتوں کی طلب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں یا مال کے جمع کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ غرض یہ طویل مضمون ہے جس کے چند فقرے یہاں نقل کیے ہیں۔

آٹھویں علامت:

آٹھویں علامت یہ ہے کہ اس کا یقین اور ایمان اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ بڑھا ہوا ہو، اور اس کا بہت زیادہ اہتمام اس کو ہو۔ یقین ہی اصل راس المال ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یقین ہی پورا ایمان ہے۔[۲۵]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یقین کو سیکھو۔[۲۶]

اور اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یقین والوں کے پاس اہتمام سے بیٹھو، ان کا اتباع کرو تا کہ اس کی برکت سے تم میں یقین کی پختگی پیدا ہو۔

اس کو حق تعالیٰ شانہ کی قدرت کاملہ اور صفات کا ایسا ہی یقین ہو جیسا کہ سورج کے وجود کا وہ اس کا کامل یقین رکھتا ہو کہ ہر چیز کرنے والی صرف وہی ایک پاک ذات ہے اور یہ دنیا کے سارے اسباب اس کے ارادہ کے ساتھ مسخر ہیں جیسا کہ مارنے والے کے ہاتھ میں لکڑی کہ اس میں لکڑی کو کوئی شخص بھی دخیل نہیں سمجھتا، اور جب یہ پختہ ہو جائے گا تو اس کو توکل رضا اور تسلیم سہل ہو جائے گی۔

نیز اس کو اس کا پختہ یقین ہو کہ روزی کا ذمہ صرف اللہ جل شانہ کا ہے۔ اور اس نے ہر شخص کی روزی کا ذمہ لے رکھا ہے جو اس کے مقدر میں وہ اس کو بہر حال مل کر رہے گا۔ اور جو مقدر میں نہیں ہے وہ کسی حال میں بھی نہ مل سکے گا اور جب اس کا یقین پختہ ہو جائے گا تو روزی کی طلب میں اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ حرص اور طمع جاتی رہے گی جو چیز میسر نہ ہوگی اس اس پر رنج نہ ہوگا۔ نیز اس کو اس کا یقین ہو کہ اللہ جل شانہ ہر بھلائی اور برائی کا ہر وقت دیکھنے والا ہے۔

ایک ذرہ کے برابر کوئی نیکی یا برائی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اور اس کا بدلہ نیک یا بد ضرور ملے گا۔ وہ نیک کام کے کرنے پر ثواب کا ایسا یقین رکھتا ہو جیسا کہ روٹی کھانے سے پیٹ بھرنا، اور برے کام پر عذاب کو ایسا ہی یقینی سمجھتا ہو جیسا کہ سانپ کے کاٹنے سے زہر کا چڑھنا (وہ نیکی کی طرف ایسا ہی مائل ہو جیسا کہ کھانے پینے کی طرف اور گناہ سے ایسا ہی ڈرتا ہو جیسا کہ سانپ بچھو سے) اور جب یہ پختہ یقین ہو جائے گا تو ہر نیکی کے کمانے کی اس کو پوری رغبت ہوگی اور ہر برائی سے بچنے کا پورا اہتمام ہوگا۔

نویں علامت:

نویں علامت یہ ہے کہ اس کی ہر حرکت وسکون سے اللہ جل شانہ کا خوف ٹپکتا ہو اس کی عظمت وجلال اور ہیبت کا اثر اس شخص کی ہر اداء سے ظاہر ہوتا ہو۔ اس کے لباس سے اس کی عادات سے، اس کی بولنے سے، اس کے چپ رہنے سے حتی کہ ہر حرکت اور سکون سے یہ بات ظاہر ہوتی ہو، اس کی صورت دیکھنے سے اللہ تعالیٰ شانہ کی یاد تازہ ہوتی ہو۔ سکون، وقار، مسکنت تواضع اس کی طبیعت بن گیا ہو۔ بیہودہ گوئی، لغو کلامی، تکلف سے باتیں کرنے سے گریز کرتا ہو کہ یہ چیزیں فخر اور اکڑ کی علامات ہیں اللہ تعالیٰ شانہٗ سے بے خوفی کی دلیل ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ علم سیکھو اور علم کے لیے سکون اور وقار سیکھو جس سے علم حاصل کرو اس کے سامنے نہایت تواضع سے رہو جابر علماء میں سے نہ بنو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو مجمع میں اللہ تعالیٰ کی وسعت

،رحمت سے خوش رہتے ہوں۔اور تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے روتے ہوں۔ان کے بدن زمین پر رہتے ہوں اوران کے دل آسمان کی طرف لگے رہتے ہوں۔[۲۷]

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بہتر عمل کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ناجائز امور سے بچنا۔[۲۸] اور یہ کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے ذکر سے تیری زبان تروتازہ رہے۔[۲۹]

کسی نے پوچھا کہ بہترین ساتھ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہے کہ اگر تو نیک کام سے غفلت کرے تو وہ تجھے متنبہ کرے اور اگر تجھے خود یاد ہو تو اس میں تیری اعانت کرے۔[۳۰]

کسی نے پوچھا کہ برا ساتھ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہے کہ اگر تجھے نیک کام سے غفلت ہو تو وہ متنبہ نہ کرے اور تو خود کرنا چاہے تو اس میں تیری اعانت نہ کرے۔[۳۱]

کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ شانہ سے ڈرنے والا ہو۔[۳۲]

کسی نے پوچھا کہ ہم کن لوگوں کے پاس زیادہ تر اپنی نشست رکھیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن کی صورت سے اللہ کی یاد تازہ ہوتی ہو۔[۳۳]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آخرت میں زیادہ بے فکر وہ شخص ہوگا جو دنیا میں فکرمند رہا ہو اور آخرت میں زیادہ ہنسنے والا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ رونے والا ہو۔[۳۴]

دسویں علامت:

دسویں علامت یہ ہے کہ اس کا زیادہ اہتمام ان مسائل سے ہو جو اعمال سے تعلق رکھتے ہیں جائز ناجائز سے تعلق رکھتے ہیں۔فلاں عمل کرنا ضروری فلاں عمل سے بچنا ضروری ہے۔اس چیز سے فلاں عمل ضائع ہو جاتا ہے۔(مثلاً فلاں چیز سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔مسواک کرنے سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے۔وغیرہ وغیرہ) ایسے علوم سے زیادہ بحث نہ کرتا ہو جو محض دماغی تفریحات ہوں تاکہ لوگ اس کو محقق سمجھیں حکیم اور فلاسفر سمجھیں!

گیارہویں علامت:

گیارہویں علامت یہ ہے کہ اپنے علوم میں بصیرت کے ساتھ نظر کرنے والا ہو محض لوگوں کی تقلید میں اور اتباع میں ان کا قائل نہ بن جائے۔اصل اتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کا ہے اور اسی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتباع ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو دیکھنے والے ہیں۔اور جب اصل اتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کے جمع کرنے میں ان پر غور فکر میں بہت زیادہ اہتمام کرے۔

بارہویں علامت:

بارہویں علامت بدعات سے بہت شدت اور اہتمام سے بچنا ہے۔کسی کام پر آدمیوں کی کثرت کا جمع ہو جانا

کوئی معتبر چیز نہیں ہے۔ بلکہ اصل اتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا کیا معمول رہا ہے؟ اور اس کے لیے ان حضرات کے معمولات اور احوال کا تتبع اور تلاش کرنا اور اس میں منہمک رہنا ضروری ہے حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دو شخص بدعتی ہیں۔ جنھوں نے اسلام میں دو بدعتیں جاری کیں۔ ایک وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ دین وہ ہے جو اس نے سمجھا ہے اور جو اس کی رائے کی موافقت کرتا ہے وہی ناجی ہے۔ دوسرا وہ شخص جو دنیا کی پرستش کرتا ہے اسی کا طالب ہے دنیا کمانے والوں سے خوش ہوتا ہے اور جو دنیا نہ کماوے اس سے خفا ہوتا ہے۔

ان دونوں آدمیوں کو جہنم کے لیے چھوڑ دو اور جس شخص کو حق تعالیٰ شانہ نے ان دونوں سے محفوظ رکھا ہو وہ پہلے اکابر کا اتباع کرنے والا ہے۔ ان کے احول اور طریقہ کی پیروی کرنے والا ہے اس کے لیے ان شاء اللہ بہت بڑا اجر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم لوگ ایسے زمانہ میں ہو کہ اس وقت خواہشات علم کے تابع ہیں لیکن عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ علم خواہشات کے تابع ہوگا۔ یعنی جن چیزوں کو اپنا دل چاہے گا وہی علوم سے ثابت کی جائیں گی۔

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں شیطان نے اپنے لشکروں کو چاروں طرف بھیجا وہ سب کے سب پھر پھرا کر نہایت پریشان حال تھکے ہوئے واپس ہوئے، اس نے پوچھا کیا حال ہے؟

وہ کہنے لگے کہ ان لوگوں نے تو ہم کو پریشان کر دیا ہمارا کچھ بھی اثر ان پر نہیں ہوتا ہم ان کی وجہ سے بڑی مشقت میں پڑ گئے۔ اس نے کہا کہ گھبراؤ نہیں! یہ لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں، ان پر تمھارا اثر مشکل ہے، عنقریب ایسے لوگ آنے والے ہیں جن سے تمھارے مقاصد پورے ہوں گے۔

اس کے بعد تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانہ میں اس نے اپنے لشکروں کو سب طرف پھیلایا، وہ سب کے سب اس وقت پریشان حال واپس ہوئے، اس نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگے کہ ان لوگوں نے تو ہمیں دق کر دیا ہے، یہ عجیب قسم کے لوگ ہیں کہ ہماری اغراض ان سے کچھ پوری ہو جاتی ہیں، مگر جب شام ہوتی ہے تو اپنے گناہوں سے ایسی توبہ کرتے ہیں کہ ہمارا سارا کیا کرایا برباد ہو جاتا ہے۔

شیطان نے کہا کہ گھبراؤ نہیں، عنقریب ایسے لوگ آنے والے ہیں جن سے تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ وہ اپنی خواہشات میں دین سمجھ کر ایسے گرفتار ہوں گے کہ ان کو توبہ کی بھی توفیق نہ ہوگی، وہ بد دینی کو دین سمجھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد میں شیطان نے ان لوگوں کے لیے ایسی بدعات نکال دیں جن کو وہ دین سمجھنے لگے، اس سے ان کو توبہ کیسے نصیب ہو؟

یہ بارہ علامات مختصر طریقہ سے ذکر کی گئی ہیں جن کو علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیل سے ذکر کیا ہے اس لیے علماء کو اپنے محاسبہ کے دن سے خاص طور پر سے ڈرنے کی ضرورت ہے کہ ان کا محاسبہ بھی سخت ہے، ان کی ذمہ داری بھی بڑھی ہوئی ہے اور قیامت کا دن جس میں یہ محاسبہ ہوگا، بڑا سخت دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل وکرم سے اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے۔ آمین **(ماخوذ از فضائل صدقات)**

حواشی

(١) رواه الترمذی۔ و قال حديث، غريب، كذا فی المشكوٰة ص: ٢٣٥، و قد روى هذا الحديث عن معاذ بن جبل و ابی برزة الأسلمی فی الترغيب۔ و روى فی الجامع الصغير و زيادته(حسن) انظر حديث رقم: ٧٢٩٩ فی صحيح الجامع۔

(٢)حسن فی الجامع الصغير و زيادته ، و مذكور فی ابن ماجة تحت الرقم : ٢٢٤ ۔(٣) المعجم الكبير للطبرانی۔ تحت الرقم : ١١٥٣٦ ۔ (٤) رواه الطبرانی فی الكبير والاوسط ، و رجاله مُوَثَّقُونَ۔ (٥) ترغيب و مجمع الزوائد ، قال الهيثمی : رواه الطبرانی فی الكبير ، و فِيهِ بُكَيْرُ بْنُ مَعْرُوفٍ ، قَالَ البُخَارِیُّ : ارْمِ بِهِ ، وَوَثَّقَهُ أَحْمَدُ فِیْ رِوَايَةٍ ، وَ ضَعَّفَهُ فِیْ أُخْرَى، وَ قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ : أَرْجُوْ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهٖ۔ (٦) رواه مسلم والترمذی والنسائی و هو قطعة من حديث ۔ (٧) رواه البخاری و مسلم ، واللفظ له و رواه ابن أبی الدنيا وابن حبان والبيهقی من حديث أنس و زاد ابن ابی الدنيا والبيهقی فی رواية لهما ، ويقرؤون كتاب اللّٰه و لا يعملون به ۔ (٨) أيضاً۔ (٩) ترغيب، رواه الطبرانی و أبو نعيم و قال غريب من حديث أبی طوالة تفرد به العمری عنه يعنی عبد اللّٰه بن عمر بن عبدالعزيز الزاهد ، قال الحافظ رحمه اللّٰه و لهذا الحديث مع غرابته شواهد ۔

(١٠) دیکھئے تفسير ابی السعود ، سورة العلق ۔ (١١) ترغيب ، رواه ابن أبی الدنيا و البيهقی مرسلا باسناد جيد ۔ (١٢) رواه البيهقی ، كتاب الترغيب و الترهيب ، فصل عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه ۔ (١٣) رواه الطبرانی فی الصغير والبيهقی ۔ (١٤) رواه البزار والطبرانی فی الكبير ۔ (١٥) ترغيب ، الزهد لأحمد بن حنبل ۔ زهد طاوس ۔ من يلقی فی النار يتأذی أهل النار بريحه فيقال له ويلك ۔ تحت الرقم : ٢٢٤٨ ۔ (١٦) عند أحمد (١٤٣) مرفوعا : (اِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِیْ كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيمِ اللِّسَانِ) و اسناده قوی ، و فی صحيح ابن حبان مرفوعا أيضا (٨٠) : (أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُم جِدَالُ الْمُنَافِقِ عَلِيمِ اللِّسَانِ) و أسناده صحيح ۔ (١٧) جامع بيان العلم و فضله ۔ قال العراقی فی تخريج أحاديث الاحياء له : علقه ابن عبد البر (أی فی كتابه هذا) و أسنده ابن عدی و أبو نعيم و الخطيب فی كتاب اقتضاء العلم للعمل من حديث معاذ فقط بسند ضعيف و رواه الدارمی موقوفاً علی معاذ بسندٍ صحيح ۔ (١٨) صحيح : أبو داود والترمذی والنسائی فی السنن الكبری ۔ (١٩) مصنف عبد الرزاق / باب أبواب السلطان ۔ (٢٠) المقاصد الحسنة للعلامة السخاوی / حرف النون ۔ (٢١) الفصول فی الأصول للجصاص / باب القول فی التابعی هلل يعد خلافا علی الصحابة ۔ (٢٢) أيضاً ۔ (٢٣) قال الحافظ العراقی : أخرجه أبو نعيم فی الحلية من حديث أنس و ضعفه (١٠/ ١٥) (قال أبو نعيم بعد أن ساق قصةً فی ثناياها هذا الأثر : ذَكَرَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ هَذَ الْكَلَامَ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِيْنَ عَنْ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيهِ السَّلَامُ فَوَهِمَ بَعْضُ الرُّوَاةِ أَنَّهُ ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَوَضَعَ هَذَ الإِسْنَادَ عَلَيْهِ لِسُهُوْلَتِهٖ وَ قُرْبِهٖ)۔ (٢٤) صحيح البخاری / كتاب الرقاق / باب التواضع ۔ (٢٥) صحيح البخاری / كتاب الايمان / باب قَوْلُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بُنِیَ الاسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ ۔ (٢٦) قال الحافظ العراقی : أخرجه أبو نعيم (٦ / ٩٥) من رواية ثَوْر بن يزيد مرسلاب و هو معضل ، و ابْن أبی الدنيا فی اليقين (٧) من قول خالد بن معدان ۔ (٢٧) ذكره الغزالی عن عياض بن غنم كما أسنده أبو نعيم فی الحلية (١/ ١٦) ، والديلمی

فی مسند الفردوس (٢٨٦٤) ، و لكن أخرجه الحاكم و البيهقى عن عياض بن سليمان و ضعفه ۔ أفاده العراقى فى المغنى ۔ (٢٨) سنن الدارمى / باب فى إعظام العلم ۔ (٢٩)سنن الترمذى / كتاب الدعوات عن رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسَلَّمَ / باب مَا جَاءَ فى فَضْلِ الذِّكرِ ۔ (٣٠) روى ابن أبى الدنيا فى كتاب الاخون (٤٢) عن الحسن قال : قالو : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أىُّ الْأَصْحَابِ خَيْرٌ ؟ قَالَ” صَاحِبٌ اِذَا ذَكَرْتَ اللّٰه تبَارَكَ وَ تَعَالَى أَعَانَكَ وَ اِذَا نَسِيْتَهُ ذَكَّرَكَ “ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنَا عَلَى خِيَارِنَا نَتَّخِذُهُمْ أَصْحَابًا وَ جُلَسَاءَ قَالَ :” نِعْم الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ “ وهو مرسل ۔ (٣١) روى البيهقى فى الشعب (١٦١٩) موقوفا على سلمان أنه قال ضمن حديث طويل : (وَ مِنَ النَّاسِ من اِنْ ذَكَرْتَ اللّٰهَ عِنْدَهُ لَمْ يُعِنْكَ ، وَ اِنْ نَسِيْتَه لَمْ يُذَكِّرْكَ) ، و روى البخارى فى الأدب المفرد (١٣٨) ، والخرائطى فى مكارم الأخلاق (٣٠٧) قَالَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : (تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ صَاحِبٍ ، اِنْ أَنْ تَذَكَّرْتَ اللّٰهَ لَمْ يُعِنْكَ ، وَ اِنْ أَنْتَ نَسِيْتَ لَمْ يُذَكِّرْكَ) ۔ (٣٢) قال العراقى : لَم أجده ، ولكن معناه صحيح ، روى البخارى (٦١٠١) ، و مسلم (٢٣٥٦) أن رسولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم قال : (فواللّٰهِ اِنِّى لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ ، وَ أَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً) ، و فى مصنف ابن أبى شيبة (٣٦١٧٥) ، والثقات لابن حبان (١٣٧٧١) ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ : سَمِعْتُ صَالِحًا أَبَا الْخَلِيْلِ يَقُوْلُ ، فِىْ قَوْلِ اللّٰهِ : اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر:٢٨) ، قال : (أَعْلَمُهُمْ بِهِ أَشَدُّهُمْ خَشْيَةً لَهُ) ۔ (٣٣) تقدم تخريجة فى الحديث قبل السابق و روى الامام أحمد فى مسنده أنَّ النبىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ : (أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ ؟) قَالُوْا : بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ : (الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوا ، ذُكِرَ اللّٰهِ تَعَالَى) والحديث حسن ۔ (٣٤) قال الحافظ العراقى : لَم أجد له أصلاً بجملته فى الأحاديث المرفوعة ، ولأول الجملة شاهد فى صحيح ابن حبان (٦٤٠) من حديث أبى هريرة عن النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَرْوِى عَنْ رَبِّهِ جَلَّ و عَلَا قَالَ : ” وَ عِزَّتِىْ لَا أَجْمَعُ عَلَى عَبْدِىْ خَوْفَيْنِ ، وَ لَا أَجْمَعُ لَهُ أَمْنَيْنِ ، اِذَا أَمِنَنِىْ فِى الدُّنْيَا أَخَفْتُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ وَ اِذا خَافَنِىْ فِى الدُّنْيَا أَمَّنْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ “ ۔ والحديث حسن وهو أيضا عند ابن المبارك فى الزهد (١٥٧) واللفظ له۔

☆......☆......☆